مدینۃ المسیح

۲۹ اگست بعد نماز جمعہ لوکل جماعت کا ایک جلسۂ عام مسجد اقصےٰ میں منعقد ہوا۔ چندۂ خاص اور چندۂ جلسہ سالانہ کی تحریک پیش کی گئی۔ بعض اصحاب نے اسی وقت نقد چندہ ادا کیا۔ مختلف محلوں سے چندہ کی وصولی کے لئے وفد تجویز کئے گئے ہیں۔ اور ایک وفد خاص بنایا گیا ہے ؛

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تبلیغی دورہ کرکے واپس قادیان آگئے ہیں ؛

۳۱۔ اگست تھوڑی سی بارش ہوئی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اعمالِ صالح کی بجا آوری۔ اور دعا میں مشغولیت

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جس طرح ہوسکے۔ اعمالِ صالح کی بجا آوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کرکے ثابت قدمی سے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ تو بے ذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ نماز میں سورت فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بے مزگی ہو۔ اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت ایاك نعبد وایاك نستعین کا۔ اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا۔ اور سجدہ میں یا حیّ یا قیوم برحمتك استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں۔ اور دنیا کی خواب گاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے۔ رات کو دعا کرو صبح کو دعا کرو۔ جنگل میں جاکر دعا کرو۔ جماعت کے ساتھ دعا کرو۔ اور تنہائی میں دروازے بند کرکے دعا کرو۔ کہ تا خدا تعالےٰ نفس امّارہ سے آزادی بخشے۔ جہاں تک ہوسکے۔ گریہ وزاری کی عادت ڈالو۔ کہ رونے والوں پر اُس کو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو۔ کہ تا خدا تعالےٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک جاؤ۔ کہ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کے رُو سے اس کا منشاء ہے۔ کاہلی کچھ چیز نہیں۔ اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہونچ سکتا ؛ (الحکم ۲۰۔ فروری سنہ ۱۸۹۹ء)

بم کے زخموں سے ایک احمدی کا افسوسناک انتقال

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ چودھری صفدر علی صاحب سب انسپکٹر پولیس لائل پور جو نہایت مخلص احمدی نوجوان تھے اور جو پچھلے دنوں لائل پور میں حادثہ بم میں زخمی ہوئے تھے۔ میو ہسپتال لاہور میں انہی زخموں کی وجہ سے فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔

مرحوم گریجوایٹ اور ۳۲ سالہ نوجوان تھے۔ اپنے خطرناک فرائض کی ادائگی میں بڑے نڈر اور دلیر تھے۔ اور بڑے قابل افسر سمجھے جاتے تھے۔ گذشتہ ماہ جون میں جب ایک ہی دن پنجاب کے کئی مقامات پر بم پھٹے تو لائل پور میں جس مکان میں بم پھٹا۔ چودھری صاحب مرحوم معہ ایک سکھ سب انسپکٹر کے فوراً اس میں پہنچ گئے۔ اور مکان کی دیکھ بھال کرنے لگے اسی دوران میں ایک الماری میں سے سکھ سب انسپکٹر نے ایک ڈبہ اٹھایا۔ جو دراصل بم تھا۔ وہ اٹھاتے ہی پھٹ گیا۔ جس سے دونوں صاحب زخمی ہوگئے۔ مگر چودھری صاحب کو زیادہ خطرناک زخم آئے۔ آخر سکھ سب انسپکٹر صاحب تو ایک آنکھ کھو جانے کے بعد تندرست ہو کر ہسپتال سے چلے گئے۔ لیکن چودھری صاحب کا انتقال ہوگیا۔ لاش ان کے گاؤں ہلبول پور لے جائی گئی۔

مرحوم اپنے پیچھے چار چھوٹے چھوٹے بچے اور نوجوان بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ ہمیں اس حادثہ میں مرحوم کے خاندان کے سب افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں صبر عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

چندۂ خاص اور چندۂ جلسہ سالانہ کے متعلق

احمدی جماعتوں کے لئے ضروری اعلان

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے۔ کہ اس سال چندۂ عام کی وصولی پر خاص زور دیا جائے۔ اور کوئی احمدی ایسا نہ رہے۔ جو اپنے ذمہ کا چندہ ادا نہ کرے۔ اور چندۂ خاص جس قدر ہو سکے۔ کم وصول کیا جائے۔ اس لئے حضور نے باوجود اکثر جماعتوں کے اپنے سہ ماہی بجٹ پورے نہ کرنے کے۔ اور مجلس شوریٰ کے اس مشورہ کے کہ اس صورت میں پندرہ ہزار سے کر ایک لاکھ روپیہ تک چندۂ خاص طلب کیا جائے۔ کم سے کم تعداد سے بھی نصف چندۂ خاص کا اس وقت اعلان کیا ہے۔ اور یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جماعت کے احباب ستمبر اور اکتوبر میں اٹھارہ اٹھارہ فیصدی چندہ ادا کریں لیکن اس میں چندۂ ماہواری بھی شامل ہے۔ اور چندۂ جلسہ سالانہ بھی۔ ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے سوا چھ فیصدی چندۂ ماہوار ہوتا ہے۔ اور پندرہ فیصدی کے حساب سے ایک ماہ میں ساڑھے سات فیصدی چندۂ جلسہ سالانہ بنتا ہے باقی صرف سوا چار فیصدی ایک ماہ میں۔ یا ساڑھے آٹھ فیصدی دو ماہ میں چندۂ خاص رہ جاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے چندۂ خاص کے لئے ۲۵ - فیصدی کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔

اس سہولت اور آسانی سے ہر اس جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جو اپنا سہ ماہی بجٹ پورا نہیں کر سکی۔ اور ماہ ستمبر اور اکتوبر میں چندۂ خاص۔ چندۂ جلسہ سالانہ اور چندۂ عام مجموعی طور پر اٹھارہ اٹھارہ فیصدی کے حساب سے فراہم کر کے بیت المال قادیان میں داخل کرا دینا چاہیئے۔

چونکہ یہ کام جلد اور اپنی پوری وسعت کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ یعنی ہر ایک احمدی سے چندہ وصول کرنا چاہیئے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک جماعت علاوہ مستقل کارکنوں کے اس کی وصولی کے لئے خاص کارکن مقرر کرے۔ اور ایسے اصحاب اپنے ضروری سے ضروری کاموں پر اس فرض کو مقدم قرار دے کر اس کی سرانجام دہی میں مصروف ہو جائیں۔ تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی پوری طرح تعمیل ہو سکے۔ کہ "یہ چندہ پورا کا پورا ستمبر اور اکتوبر میں وصول ہو جائے۔ اور کوئی بقایا نہ رہے"۔

نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ایک جماعت کو اطلاع پہونچ چکی ہے۔ کہ اس تحریک کے متعلق اس کے ذمہ کس قدر رقم عائد ہوتی ہے۔ اس کی ادائگی اور بر وقت ادائگی میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اظہار افسوس

حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب کی وفات کی خبر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ ناظر صاحب اعلےٰ کے خط میں تحریر فرمائے:۔ "قاضی صاحب کی وفات کا بہت افسوس ہے گو ان کی عمر بڑی ہو چکی تھی۔ مگر پرانے تعلقات بہرحال جدائی پر تکلیف کا موجب ہوتے ہیں۔ ان کے گھر والوں کو میری طرف سے تسلی اور ہمدردی کا پیغام پہنچا دیں"۔

طلباء ہائی سکول قادیان کو اطلاع

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے قدیم اور موجودہ طلباء میں تعلقات پیدا کرنے۔ قدیم طلباء کا سکول سے رشتہ مضبوط کرنے۔ اور نوجوانوں کو تحریر کے میدان میں لانے کے لئے "تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین" کا اجراء کیا گیا ہے۔ اب قدیم اور موجودہ طلباء کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے میگزین کی اشاعت میں خاص حصہ لیں۔ جس قدر اولڈ بوائز کے پتے مہیا ہو سکیں۔ ان سے مطلع فرمائیں۔ طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول میں سے ہر ایک میگزین کے لئے کم از کم ایک خریدار مہیا کرے۔ اور جس قدر اولڈ بوائز گردو نواح میں ہوں۔ ان کے مکمل پتے نوٹ کر کے لائے۔ خاکسار محمد ابراہیم ناصر

اعلان مناظرہ

۱۲-۱۳-۱۴ ستمبر کو موضع گھنوکے ججہ میں غیر احمدیوں سے مناظرہ قرار پایا ہے مناظر صاحبان قادیان سے تشریف لائینگے گردو نواح کے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ خاکسار عبداللہ خان سکرٹری۔

اعلان نکاح

بروز جمعہ عزیزی میاں محمد عبدالرحیم صاحب کا عقد مولوی محمد عثمان صاحب کی صاحبزادی سے چار سو روپیہ دو دینار مہر پر ہوا۔ حیدرآباد سے مولانا نیر صاحب و مولوی سید بشارت احمد صاحب تشریف لائے۔ تمام بزرگان دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اس عقد کو دین و دنیا کیلئے بابرکت بنائے۔ خاکسار اتفاق علی محبوب نگر

ولادت

۲۵ اگست اللہ تعالےٰ نے عاجز کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعاؤں کے طفیل لڑکا عطا فرمایا ہے۔ تمام احباب [illegible] خادم سلسلہ [illegible] عطا فرمائے۔ خاکسار عبدالغفور [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

سیرتِ نبوی کے متعلق جلسے

۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء بروز اتوار ہوں گے

ازجناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

برادرانِ کرام! گذشتہ دو سالوں میں **سیرۃ نبوی** کے متعلق جلسوں کا انعقاد جون میں ہوتا رہا ہے۔ لیکن اس مہینہ میں ہندوستان کے بعض علاقوں میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ اور بعض علاقوں میں کثرتِ باران کی وجہ سے موسم خراب ہوتا ہے۔ چونکہ یہ دونوں چیزیں جلسہ کے منتظموں کے لئے بہت مشکلات پیدا کر دیتی تھیں۔ اس لئے **حضرت خلیفۃ المسیح ثانی** ایدہ اللہ تعالےٰ نے پسند فرمایا۔ کہ اس سال جلسے بجائے جون کے **اکتوبر** میں کئے جائیں۔ جبکہ موسم عام طور پر خوشگوار ہوتا ہے۔ پس اس نیک مقصد اور نہایت ہی مبارک کام کے لئے اس سال **۲۶ اکتوبر اتوار کا دن** مقرر کیا جاتا ہے۔

جلسوں کی غرض

جیسا کہ گذشتہ دو سالوں میں تفصیل سے بتایا جا چکا ہے۔ ان جلسوں کی غرض نہ تو احمدیت کی تبلیغ ہے۔ اور نہ ہی ان جلسوں کا یہ مطلب ہے۔ کہ ان کی وجہ سے ایسی صورت اختیار کی جائے۔ کہ جس سے لوگ یہ سمجھیں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنی **خصوصیات** میں کمی یا کسی قسم کی نرمی اختیار کر رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان جلسوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ پاک کے متعلق دُنیا کو آگاہ کرنے کے لئے مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ کو دعوت دیں۔ اور اُن کو اِن جلسوں میں شریک کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ مسلمان اپنے آقا و اپنے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ **سیرت وحالات وتعلیم** سے آگاہ ہو کر حضورؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور تاکہ غیر مسلموں میں جو تعصب اور بدظنیاں اسلام اور اسلام کی تعلیم اور مسلمانانِ عالم کے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں وہ آہستہ آہستہ اسلام کی اصل تعلیم اور حضورؐ کے اصل حالات سے آگاہی ہونے کے بعد رفع ہو جائیں۔ اور دُنیا اسلام کا منوّر چہرہ دیکھ لے۔ مگر احباب کو پھر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک برگزیدہ اور معزز قوم بنایا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے۔ جس سے جماعت کو کوئی **اخلاقی صدمہ** پہونچے۔ یا **مداہنت کی ضرورت** پیش آئے۔ بے شک ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں کو بلاؤ۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں کو پورے زور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے دعوت دو۔ بلکہ **غیر مسلموں** سے آپؐ کی سیرت پر **لیکچر** دلاؤ۔ کیونکہ اُن لوگوں کی مخالفت میں حسد کی آمیزش کم ہے لیکن کوئی قدم ایسا نہ اُٹھاؤ۔ جس سے **احمدیت کی قربانی** کرنی پڑے کیونکہ احمدیت ہی اصل اسلام ہے۔ اور اگر ہم نے خود ہی لوگوں کو جلسوں میں شامل ہونے کے لئے اسلام کے کسی حصّہ کی قربانی کر دی۔ تو گویا ان جلسوں کی اصل غرض ہم نے خود فوت کر دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا اِرشاد

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۰ء کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس بات کو چند فقروں میں وضاحت سے بیان فرما دیا ہے۔ چنانچہ حضورؐ فرماتے ہیں:۔

"اگر لوگ تم سے احمدیت کی قربانی کا مطالبہ کرتے ہوئے اور تم سے خوشامدیں کرا کر ان جلسوں میں شریک ہوں۔ تو اُن کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ ہاں ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو۔ ان جلسوں کو ہمیں اپنی تبلیغ کا جلسہ نہیں بنانا چاہیئے۔ اس سال بھی سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جلسے ہونگے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ اگرچہ کچھ مسلمان کہلانے والے ہمارے جلسوں کی مخالفت کریں گے لیکن ہندو۔ عیسائی۔ سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہونگے۔ کیونکہ وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ معقولیت ہمارے ہی اندر ہے۔ تو غیر مسلم طبقہ ہمارے ہی جلسوں میں شامل ہوگا۔ لیکن اگر وُہ بھی نہ آئیں۔ تو ہم خود جمع ہونگے۔ اور خود ہی رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا اظہار کریں گے"۔

حضورؐ کے ان واضح الفاظ کی موجودگی میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم جو کچھ اُوپر عرض کر چکا ہوں۔ وُہ اس بات کے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اور اُس کے لئے کس رنگ میں قدم اٹھانا ہے۔

اِنتظامی امُور و متفرق ہدایات

۱۔ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی پنجاب کے اندر اضلاع کی۔ اور پنجاب سے باہر صوبجات کی **مرکزی انجمنوں** کے لئے جلسوں کی ایک **خاص تعداد** مقرر کی گئی ہے جس کا نقشہ آخر میں درج ہے۔ احمدیہ جماعتوں اور اُن احمدی احباب کو جو متفرق طور پر بعض علاقوں میں ہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وُہ اس تعداد کو جو ان کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ پُورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسے رنگ میں کوشش کی جائے۔ کہ اخراجات میں بھی حتے الامکان گذشتہ سالوں کی نسبت بہت کمی ہو۔ اور ہر ایک امر میں سہولت کو مدِّنظر رکھا جائے۔ اور اخراجات کے لحاظ سے کوئی قدم ایسا نہ اُٹھایا جائے جس کا اثر **مرکزی چندوں** یا احمدیہ جماعتوں کے **لوکل مالی حالات** پر پڑے۔ کیونکہ غیر معمولی اخراجات بھی آئندہ کاموں کے لئے جماعت کی کمرِ ہمت کو توڑ دیتے ہیں۔ اعلان کافی طور پر کر دیا جائے۔ اور جو لوگ خوشی سے شریک ہوں۔ اُنہی پر اکتفا کیا جائے۔

۲۔ جلسوں کے انعقاد کے متعلق گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی فارم طبع کرا کر عنقریب مرکزی انجمنوں کے پاس بھیجے جائیں گے۔ اور مرکزی انجمنوں کا یہ کام ہوگا۔ کہ علاقہ کی انجمنوں میں اُن فارموں کو حسب ضرورت فوراً بھیجدیں۔ اور ہدایت کر دیں۔ کہ جہاں جہاں وُہ جلسوں کا انتظام کر سکیں۔ فوراً۔ کر کے دونوں فارموں کی خانہ پُری مکمل طور پر کر دیں۔ اور حسب ہدایت مندرجہ **فارم نمبر ۱** مرکزی دفتر میں سکرٹری صیغہ ترقی اسلام کے نام اور **فارم نمبر ۲** مرکزی انجمن کو واپس کر دیں۔ اور فارموں کی ترسیل میں ہرگز توقف نہ کریں۔

۳۔ اس سال کے مضمون کا عنوان **"عرفانِ الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا کو قائم کرنا چاہتے ہیں"** ہوگا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ **گذشتہ دو سالوں کے مضامین کو بھی دُہرایا جائے۔** تاکہ ان جلسوں کا اصل مقصد کہ مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور سیرت سے واقفیت سکیں ہر سال پورا ہوتا رہے۔ مضمون مندرجہ بالا کے نوٹ گذشتہ دو سالوں کے نوٹوں کو ساتھ ملا کر شائع کر دئے جائیں گے۔ جن سے لیکچروں کی تیاری میں خاص مدد ملے گی۔ لیکن یہ امر یاد رہے۔ کہ کسی صاحب کو یا کسی انجمن کو نوٹ مفت نہیں دئے جائیں گے بلکہ قیمتاً بھیجے جائیں گے۔ نوٹ چھپنے پر قیمت کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا۔ اور اصل لاگت پر دئے جائیں گے۔

۴۔ وقت چونکہ بہت تھوڑا۔ اور کام زیادہ ہے۔ اس لئے جلسوں کا انتظام فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ فارم جس وقت پہنچیں۔ اُن کی خانہ پُری کر کے فوراً واپس کر دئے جائیں۔

۵۔ جہاں لیکچرار کا کوئی انتظام غیر احمدیوں یا غیر مسلموں میں سے نہ ہو وہاں مقامی احمدی لیکچرار جماعت سے تیار کیا جائے۔ کیونکہ مرکز سے ہر جگہ لیکچرار نہیں بھیجے جا سکتے۔ اور اس طرح سلسلہ کے اخراجات بھی بڑھتے ہیں۔

۶۔ مرکزی انجمنیں جلسوں کی حسب ذیل تعداد اپنے اپنے علاقہ میں پورا کرنے کی کوشش کریں۔

نمبر شمار	علاقہ	مرکزی انجمن	تعداد جلسہ
	علاقہ پنجاب		
۱	امرتسر	امرتسر	۳۰
۲	انبالہ	انبالہ	۲۰
۳	جھنگ	گھیانہ	۳۰
۴	جہلم	جہلم	۳۰
۵	جالندھر	کریام	۴۰
۶	دہلی	دہلی	۱۵
۷	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	۲۰
۸	راولپنڈی	راولپنڈی	۲۰
۹	رہتک و حصار	فتح آباد	۱۰
۱۰	سرگودھا	سرگودھا	۴۰
۱۱	شیخوپورہ	شیخوپورہ	۳۰
۱۲	سیالکوٹ	سیالکوٹ	۵۰
۱۳	شملہ	شملہ	۵
۱۴	فیروزپور	فیروزپور	۳۰
۱۵	کیمبل پور	کیمبل پور	۱۵
۱۶	کانگڑہ	دھرم سالہ	۱۰
۱۷	کرنال	کرنال	۱۵
۱۸	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	۳۵
۱۹	گجرات	گجرات	۴۰
۲۰	گورداسپور	گورداسپور	۶۰
۲۱	گوڑگانواں	بلب گڑھ	۱۰

نمبر شمار	علاقہ	مرکزی انجمن	تعداد جلسہ
۲۲	لاہور	لاہور	۲۰
۲۳	لائل پور	لائل پور	۴۰
۲۴	لدھیانہ	لدھیانہ	۲۰
۲۵	منظفر گڑھ	منظفر گڑھ	۲۰
۲۶	ملتان	ملتان	۴۰
۲۷	منٹگمری	منٹگمری	۳۰
۲۸	میانوالی	کندیاں	۱۵
۲۹	ہوشیارپور	دسوہہ	۲۰
۳۰	بہاولپور	بہاولپور	۱۰
۳۱	پٹیالہ۔ جنید۔ لوہارو۔ نابھہ	پٹیالہ	۲۰
۳۲	کشمیر	مبلغ کشمیر	۱۵
۳۳	جموں	جموں	۱۰
۳۴	ڈلہوزی	ڈلہوزی	۳
۳۵	چنبہ	چنبہ	۳
۳۶	کپورتھلہ	ڈھلواں	۵
	صوبجات متحدہ		
۳۷	سرحد	پشاور	۲۰۰
۳۸	یو۔ پی	لکھنؤ	۳۰۰
۳۹	سی۔ پی	ناگ پور	۵۰
۴۰	بہار	بھاگلپور	۳۰
۴۱	اڑیسہ	کٹک	۳۰
۴۲	بنگال	کلکتہ۔ برہمن بڑیہ	۳۰۰
۴۳	آسام	گوہاٹی	۱۰
۴۴	برہما	رنگون	۱۵
۴۵	مدراس	مدراس	۱۵
۴۶	مالابار	پیانگڑی	۲۰
۴۷	حیدرآباد میسور	حیدرآباد	۲۰۰
۴۸	بمبئی	سکندرآباد	۲۵
۴۹	سندھ	کراچی سکھر	۱۰۰
۵۰	راجپوتانہ	اجے پور	۲۰
۵۱	خاندیس	عقل کوآ	۵
	ممالک خارجہ		
۵۲	سماٹرا	فادرغ	۱۰
۵۳	آسٹریلیا	پرتھ	۱۰
۵۴	ایران و عراق	آبادان	۲۰
۵۵	مصر	قاہرہ	۱۰
۵۶	برٹش ایسٹ افریقہ	نیروبی	۱۵
۵۷	برٹش ویسٹ افریقہ	سالٹ پانڈ	۳۰
۵۸	فلسطین و شام	حیفا	۲۰
۵۹	امریکہ	شکاگو	۱۰
۶۰	انگلینڈ	لنڈن	۵

اسلام کے مقابلہ میں آریوں کی ناکامی

آریہ اخبارات ایک طرف تو آئے دن یہ شور مچاتے رہتے ہیں۔ کہ مسلمان اسلام کو بالکل چھوڑ چکے۔ اسلام بدل چکا۔ اسلام کو مسلمان ناقابل عمل قرار دے چکے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمان اپنے مذہب کے متعلق اس وقت پہلے کی نسبت زیادہ جوش رکھتے۔ اور زیادہ پختہ ہیں۔ حتٰے کہ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ بانی آریہ سماج کی اسلام کے خلاف تمام کوششیں کلیۃً ناکام اور نامراد رہی ہیں۔ اور مسلمانوں پر اس کی ساری عمر کی جدوجہد کا کچھ بھی اثر نہیں پڑا۔

چنانچہ آریہ گزٹ (۲۳ اگست) لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کو لیں۔ کیا درست نہیں۔ کہ آج کے مسلمان ۵۰ سال پہلے کے مسلمانوں کی نسبت زیادہ کٹر اور جنونی ہو گئے ہیں۔ اور کیا آج بھی اسلام کی وہ سب باتیں جن کا سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں کھنڈن کیا ہے۔ ویسے ہی نہیں ہو رہی ہیں"

مذہب کے متعلق مسلمانوں کی بیداری اور اسلام کے مقابلہ میں آریہ سماج کی ناکامی کی یہ ایسی شہادت ہے۔ جو خود آریہ پیش کر رہے ہیں۔ اور محض جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات اور اسلامی عقائد پر پختگی کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ساری مخالفانہ کوششیں جماعت احمدیہ کے خلاف صرف ہو رہی ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ ان کی ناکامی میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔

ہندو عورتیں اور مسلمان مرد

بھائی پرمانند جی ایم۔ اے جنہیں "آریہ" دیوتا سروپ کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ کلو، چنبہ، بھدرواہ اور کشتواڑ کے پہاڑوں میں رہنے والے ہندوؤں کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جو لوگ ان پہاڑوں میں مسلمان ہو گئے ہیں وہ شادی کے قواعد کے زیادہ پابند سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ہندو عورتیں اپنے دھرم کو چھوڑ کر ان کے ساتھ شادی کر لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتیں چونکہ مسلمانوں کی شادیاں وہاں مقابلتاً بہت کم ٹوٹتی ہیں۔ اس لئے اخلاقی لحاظ سے مسلمان سوسائٹی کا بہتر حصہ خیال کئے جاتے ہیں"۔ (آریہ گزٹ ۲۳ اگست)

ہندو بھی کیا ہی عجیب ہیں۔ عورت کی کسی صورت میں علحدگی جائز نہ قرار دینے والے بھی ہندو۔ اور بات بات پر عورت کو گھر سے نکال دینے والے بھی ہندو۔ یہ دونوں باتیں چونکہ سخت نقصان رساں اور قوم کو تباہ کرنے والی ہیں۔ اس لئے اسلام نے طلاق کی اجازت تو دی۔ مگر انتہائی مجبوری کی حالت میں۔ اس لئے مسلمانوں میں طلاق کی اجازت پر شاذ و نادر ہی عمل کیا جاتا ہے اس خوبی سے ہندو عورتیں متاثر ہو کر ہندو مرد کی بجائے مسلمان مرد سے شادی ..... کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کاش ایسے علاقوں میں مسلمان زیادہ ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ اور ہندو عورتوں کو تکالیف کی زندگی سے بچانے کا باعث بنیں۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

شملہ ۲۶ر اگست

ایک طالب حق صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ۲۶ر اگست حاضر ہو کر بعض سوالات پیش کئے۔ جن کے جواب میں حضور نے تقریر فرمائی۔ یہ تقریر برادر مکرم شیخ یوسف علی صاحب بی۔ اے پرائیویٹ سکرٹری حضرت اقدس نے لکھکر ارسال فرمائی ہے۔ شکریہ کے ساتھ درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

خدا کی عبادت اور اسکے پانے کا طریق

سوال (ا) خدا کی عبادت کا طریق کیا ہے۔ (ب) خدا کی عبادت کرنے سے انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔ (ج) میرا اپنا مذہب کوئی نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ جو اچھا طریق ملے اُسی اختیار کر لوں *

جواب۔ اصل بات یہ ہے۔ ہمارے ملک میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں وسیع ہیں۔ اور وہ ہر چیز میں ہے۔ اس لئے جہاں سے ہم اسے دیکھنا چاہیں۔ دیکھ سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے

ہمالیہ پہاڑ کی مثال

دیجاتی ہے۔ حالانکہ پہاڑ جسمانی چیز ہے۔ بیشک سچائی سب سے زیادہ وسیع ہوتی ہے۔ لیکن سچائی تک پہنچنے کے لئے وہی راستہ ہو سکتا ہے۔ جو اس کے لئے مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جامع ہے۔ اور تمام صداقتوں کا منبع ہے۔ کسی ایک کلام (وظیفہ) سے اللہ تعالیٰ کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ایک دوائی سے تمام امراض دور نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ جو

ساری سچائیوں کا جامع

ہے۔ جبتک اسے ساری سچائیوں سے حاصل نہ کیا جائیگا۔ نہیں مل سکتا۔ اور اُس یعنی ساری صداقتوں کے مجموعہ کا نام مذہب ہوتا ہے۔ مذہب یہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق یہ یہ باتیں یاد رکھنی چاہئیں اور اسطرح اپنے بھائی بندوں سے سلوک کرنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جو ایسی باتیں بتا سکتا ہے۔ وہ مذہب ہے نہ کہ کلام (وظیفہ) کلام تو حصہ ایک سچائی کا ہے۔ جسطرح دامن ایک حصہ ہوتا ہے کپڑے کا اور وہ تمام جسم کو ڈھانپ نہیں سکتا۔ اسیطرح مذہب کا ایک حصہ کلام ہے۔ اپنی اپنی جگہ ہر چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ مذہب آپکو کلام اور عقیدہ بتائیگا۔ آگے مذہب کے بارہ میں جو

قابل غور بات

ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ سینکڑوں ہزاروں مذاہب ہیں۔ جبکہ اتنے مذاہب موجود ہیں۔ تو پھر ایک طالب حق کسے اختیار کرے۔ اگر وہ حقیقتاً سچائی کا طالب ہے۔ تو اس کے لئے سارے مذاہب برابر ہونے چاہئیں۔ اور پھر انہیں سے اسے سچا مذہب اختیار کرنا چاہیئے۔ سچے مذہب سے ایک ایسا یقین پیدا ہونا چاہیئے۔ جس سے اسکے دل کو پورے طور پر اطمینان اور تسلی حاصل ہو جائے۔ پھر مذہب کے لئے ایسے گُر ہونے چاہئیں۔ جن سے پتہ لگ سکے۔ کہ یہ سچا مذہب ہے۔ اچھے کپڑے کے پہچاننے کیلئے بھی کچھ گُر ہوتے ہیں۔ پھر کیا اس چیز کے پہچاننے کیلئے جو ہم سے سب سے زیادہ قربانی چاہتی ہے کوئی گُر نہ ہونگے۔

کوئی نہ کوئی گُر

ہمیں ایسا تلاش کرنا چاہیئے۔ جس سے ہم کسی مذہب کی سچائی معلوم کر سکیں۔ سو ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم مذہب کو تلاش کیوں کریں یا یہ کہ مذہب ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ دنیا کمانا اس کی غرض ہے۔ تو پھر اس کے لئے تو خدا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خدا کو نہ ماننے والے آجکل زیادہ دولتمند ہم دیکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کسی اور زائد چیز کا ہوگا۔ اسلام نے کہا ہے۔ کہ

مذہب کے معنے

ہیں رستہ۔ رستہ چلنے کیلئے بنایا جاتا ہے۔ مذہب ہمیں ایسی طرف لیجاتا ہے۔ جہاں چلنے کیلئے اور کوئی رستہ نہیں۔ ایک گو ہے۔ جو ہر ملک میں اور ہر قوم کے لوگوں کے دلوں میں لگی ہوئی ہے۔ دنیا دی لوگ جب دنیا کے امتحان سے ذرا فارغ ہوتے ہیں۔ تو انہیں بھی یہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ ایک بالا ہستی ہے۔ جس کے ساتھ ہمیں تعلق جوڑنا چاہیئے۔ آنکھ کے مقابلے میں سورج بنا ہوا ہے۔ کان کے مقابلے میں ہوا ہے۔ یعنی جب آنکھ دیکھنے کے لئے تڑپتی ہے۔ تو اس کی مدد کیلئے باہر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سُورج موجود ہے۔ اسیطرح کان کے کام کی مدد کیلئے باہر ہوا موجود ہے۔ ہاتھ میں چھونے کی طاقت ہے۔ تو باہر چھونے کی چیزیں ہم موجود پاتے ہیں۔ زبان میں مزا چکھنے کا ذوق ہے۔ تو ساتھ ہی چکھنے والی چیزیں پیدا کی گئی ہیں۔ اسی طرح ہماری تمام حسوں کا جواب ہمیں موجود نظر آتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ خدا کو پانے کی لَو اور تڑپ

جو ہمارے اندر موجود ہے۔ اسکا جواب باہر موجود نہ ہو۔ اس تڑپ کا ہونا اِس امر کی دلیل ہے۔ کہ باہر کوئی چیز موجود ہے۔

مختلف مذاہب اس ہستی کے نام مختلف رکھتے ہیں۔ مسلمان اسکو اللہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ سو مذہب کی غرض یہ ہوئی کہ اُس سے یعنے اللہ سے ہم ملجائیں۔ اگر وہ کوئی ہستی نہیں۔ تو مذہب بھی کوئی چیز نہیں۔ سو

مذہب کی غرض

خدا سے ملانا ہوئی۔ اب ہم ان مذاہب کو دیکھینگے۔ جنکا دعویٰ ہے کہ ہم خدا سے ملا دیتے ہیں۔ اور انکے اس دعوے کو اچھی طرح پرکھیں گے۔ اور معلوم کرینگے۔ کہ اس دعوے میں کونسا مذہب سچا ہے۔ تجربہ عقل کے بعد آتا ہے۔ مقدم عقل ہوتی ہے۔ مثلاً جب ہم کسی شخص کو کسی ملازمت کے لئے رکھتے ہیں۔ تو اسکی سند دیکھتے ہیں۔ کہ آیا یہ ایم۔ اے ہے یا بی۔ اے۔ ان پڑھ آدمی کو اس کام کیلئے نہیں رکھتے۔ سو ایک معیار ہمارا ضرور ہوتا ہے۔ جسکی مطابق ہم اس شخص کو لیتے ہیں۔ اِسی طرح

مذہب کے لئے پہلا معیار

ہماری عقل ہوگی۔ جو مذہب ہمیں عقلاً تسلی دے یا کوئی نمونہ خدا کے ملانے کا دکھا دے۔ وہی ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ وہ مذاہب جو خدا سے ملانے کے مدعی ہیں۔ (۱) عیسائیت (۲) اسلام (۳) ہندو مذہب کے بعض فرقے ہیں (آریہ خدا کو ملانے کے دعویدار نہیں ہیں) اسجگہ پہنچکر ہمیں اس امر پر غور کر لینا چاہیئے۔ کہ

خدا سے ملانے کا مفہوم

کیا ہے۔ بعض خدا کو مادی چیز سمجھتے ہیں۔ اگر خدا مادی چیز ہے۔ تو پھر میری مادی آنکھ اسکو دیکھ سکتی ہے۔ ورنہ اگر وہ مادی نہیں۔ تو میری یہ آنکھ اسکو کبھی نہیں دیکھ سکتی۔ نہ جاگتے ہوئے نہ خواب یا رویا میں۔ کیونکہ خواب میں آنکھ ہی دماغ پر کام کر رہی ہوتی ہے۔ وہی نظارے ہمیں خواب میں نظر آتے ہیں۔ جو دنیا میں موجود ہیں۔ اور رویا میں ہماری طاقتیں وہی ہوتی ہیں۔ جو جاگتے ہوئے ہوتی ہیں۔ اس لئے خواب میں جو نظارے نظر آتے ہیں۔ درحقیقت اسی آنکھ کا دیکھنا ہوتا ہے۔ رویا میں آم کا مزہ نظر نہیں آئیگا۔ جس طرح جاگتے ہوئے ہمیں نظر نہیں آتا۔ اسی طرح جب ہم جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔

رویا میں حقیقت

نظر نہیں آتی۔ بلکہ امثال ہوتی ہیں۔ جو نظر آتی ہیں۔ ایسی چیزیں۔ بے شک اُڑتی ہوئی نظر آ جائیں گی۔ جو اس دنیا میں اُڑتی نظر نہیں آتیں۔ لیکن اُڑنا دنیا میں موجود ہے۔ ہاں جس چیز کی کیفیت دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ وہ خواب میں نظر نہیں آ سکتی۔ بعض فقراء ایسے نظارے دکھاتے ہیں۔ جو مسمریزم سے ہر انسان خواہ کسی مذہب یا طریقہ سے تعلق رکھتا ہو دکھا سکتا ہے *

مسمریزم یا توجہ

مذہبی بات نہیں۔ بلکہ جسمانی بات ہے۔ جو ہر شخص مشق سے کر سکتا ہے۔ یہ فقراء ایسے نظارے دکھا کر ظاہر کیا کرتے ہیں۔ کہ خدا مل گیا۔ مگر یہ بھی غلط راہ ہے۔ اور خدا سے پھیرنے والی چیز ہے۔ غلط تعریف سے بھی انسان کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی ذات وراء الوراء ہے۔ غیر محدود ہے۔ جو کچھ نظر آئیگا تمثیل کہلائیگی۔ پھر تمثیلیں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک غلط اور ایک صحیح۔ مثلاً آم جو مصنوعی بنایا جاتا ہے۔ شکل میں اصلی آم سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن جب ہم اسے چوسیں تو اس میں سے رس نہیں نکلیگا۔ بعض دفعہ ایسے شخص کو جسے خدا کی لو لگی ہوئی ہو۔ تمثیل نظر آجاتی ہے۔ اور نظارہ ایسا دکھایا جاتا ہے۔ جو کہ ہوسکتا ہے۔ کہ خدا کی طرف سے ہو۔ جس طرح گرمی نظر تو نہیں آتی۔ بجلی نظر تو نہیں آتی۔ لیکن گرمی سے سردیوں کے دنوں میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور بجلی کی روشنی سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح بجلی کی روشنی کو ہم دیکھکر فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ اسی طرح جب خدا کی طرف سے کوئی مثال آجائے۔ تو انسان کو تسلی ہوجاتی ہے۔

سچے مذہب کے لئے

ضروری ہے۔ کہ اسی دنیا میں وہ ہمیں اس بات کا ثبوت بہم پہونچائے کہ خدا مل سکتا ہے۔ بلکہ اس کے پیروان کو اس دنیا میں مل گیا ہے۔ اگر مرنے کے بعد خدا کے ملنے یا نہ ملنے کا پتہ لگے۔ تو اس سے کیا فائدہ؟ کیونکہ اگر انسان غلط راستے پر ہوگا۔ تو پھر بعد از موت جبکہ کام کا وقت ختم ہوگیا ہوگا۔ کچھ نہ کرسکیگا اس لئے ضروری ہے۔ کہ اسی دنیا میں اس بات کا ثبوت ملے کہ خدا مل جاتا ہے۔

اسلام میں ہمارا دعوےٰ

ہے۔ کہ خدا بندوں سے کلام کرتا ہے۔ کبھی نظاروں کے ذریعے سے کبھی کشف کے ذریعے سے کبھی جاگتے ہوئے۔ کبھی الفاظ کے ذریعے سے ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ جو آئندہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو کسی طرح بھی انسان قیاس سے معلوم نہیں کرسکتا۔

اسلام پر چلنے والے لوگوں میں سے جو روحانیت میں ترقی کرتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالےٰ اپنا کلام نازل کرتا ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی نصرت ہوتی ہے۔ ایسے نشان اُن کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے رہے۔ جن کو ماننے پر لوگ مجبور ہوجاتے ہیں۔ لیکن وہ طاقت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے شرط ہے۔ کہ انسان

مذہب اسلام کے عقائد

مانے۔ اسلامی احکام پر عمل کرے۔ اگر کوئی شخص وہی عبادتیں کرے۔ جو اسلام نے مقرر کی ہیں۔ لیکن وہ عقائد نہ رکھے۔ جو اسلام نے ماننے ضروری قرار دیئے ہیں۔ تو پھر اسے نصرتیں اور نشانات بھی حاصل نہیں ہونگے۔ اس مذہب میں داخل ہونے سے ہی خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ دل میں اگر عقیدہ صحیح نہیں۔ تو پھر اسلامی نماز سے بھی اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ غرضیکہ

اسلام کا دعوےٰ

ہے۔ کہ ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں زیادہ مخلص ہوئے ہیں۔ ان سے وہ براہ راست کلام کرتا ہے۔ لیکن جو درجہ میں کم ہوتے ہیں۔ وہ مخلصین کے مشاہدات کو دیکھکر اللہ تعالےٰ کے متعلق یقین میں بڑھتے ہیں۔

اسی زمانہ میں

ہمارے سلسلہ کے بانی کا یہ دعویٰ رہا۔ کہ کوئی شخص چالیس دن میرے پاس آکر رہے۔ تو وہ خدا کی طرف سے نشان دیکھیگا۔ ہماری تمام جماعت ان نشانات کے مشاہدات پر ہی قائم ہوئی ہے۔ اور اب بھی ہمارے سلسلہ میں سینکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ نے کلام کیا۔ اور کرتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا۔ میرے ساتھ

ایک واقعہ

گذرا۔ اور وہ یہ کہ۔ ایک احمدی ڈاکٹر کے متعلق مجھے اطلاع ملی۔ کہ وہ جنگ میں فوت ہوگیا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے باقاعدہ یہ اطلاع آئی۔ لیکن مجھے چونکہ اس وقت یہ خیال تھا کہ وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اور اس کے والد صاحب بہت ضعیف تھے۔ اس لئے مجھے وفات کی خبر سنکر بہت صدمہ ہوا۔ اور میرے دل میں دُعا کے لئے تحریک ہوئی۔ کہ یا الٰہی یہ خبر جھوٹی ثابت ہو۔ دُعا کے بعد مجھے خواب میں دکھایا گیا۔ کہ ڈاکٹر مطلوب خان تین دن ہوئے زندہ ہوگیا ہے۔ یہ خواب میں نے کئی لوگوں کو سنایا۔ اس کا چچازاد بھائی قادیان میں تھا۔ اسے بھی سنایا اور اس نے یہ خواب اپنے گھر لکھ دیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے تار آگئی۔ کہ غلطی لگی تھی۔ ڈاکٹر مطلوب خان صاحب مفقود الخبر تھے۔ اب مل گئے ہیں۔ اس طرز پر اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے۔ جو انسان کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔

اسی طرح آٹھ دس سال کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ

گورنمنٹ کی طرف سے اعلان

ہوا۔ کہ ماہرین فن کی رپورٹ کی بنا پر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال ملک میں بالکل طاعون نہیں پھیلیگی۔ لیکن میں نے رویا میں دیکھا کہ طاعون پڑیگی۔ اور شدت سے پڑیگی۔ چنانچہ میں نے خطبہ جمعہ میں اس رؤیا کا اعلان کر دیا۔ اور جونہی طاعون کا موسم آیا۔ اتنی شدت سے پڑی۔ کہ پہلے پندرہ سال میں اتنی اموات نہ ہوئی تھیں۔

اسی طرح بانی سلسلہ سے اللہ تعالیٰ نے کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر کئی نشانات ظاہر ہوئے۔ چنانچہ آپ نے

جنگ عظیم

کے متعلق وضاحت سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر پاکر پیشگوئی فرمائی۔ اور اس میں زار روس کی حالت کے متعلق بھی بتایا ہے

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

غرض اس کثرت سے ایسے لوگوں کو نشانات دکھائے جاتے ہیں۔ کہ شبہ کی بالکل گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح

دعاؤں کی قبولیت

کے بہت سے نشانات ہیں۔ اگر یہ چیز کوئی مذہب پیش کرتا ہے تو پھر اس کے سچے ہونے کا انکار نہیں ہوسکتا۔ ہمارے بانی سلسلہ کا دعویٰ ہے۔ کہ میں اس زمانہ میں

خدا کی طرف سے اوتار

کے طور پر آیا ہوں۔ ایک اوتار ایسے ہوتے ہیں۔ جو نیا حکم لاتے ہیں۔ اور ایک ایسے ہوتے ہیں۔ جو پہلے حکم کو دنیا میں چلانے کے لئے آتے ہیں۔ اور اسی حکم کو دوہراتے ہیں۔ بعض صوفیاء جو بعض نظارے دکھاتے ہیں۔ ان کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر آدمی ایسے نظارے دکھا سکتا ہے۔ مذہب کی شرط نہیں لیکن انبیاء اور خدا کے پیاروں کے ساتھ نصرت اور خدا کی تائید کے نشانات ہوتے ہیں۔ خدا کا کلام ہوتا ہے۔ اور یہ ثبوت ہے۔ خدا کی ہستی کا۔ اسلام نے کہا ہے۔ کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ پوری تڑپ اور جستجو اگر خدا کے لئے ہوگی۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور مل جائیگا۔ شرط یہی ہے۔ کہ

سچی اور حقیقی تڑپ

اور خواہش اس کے پانے کی ہو۔ اسلام نے استخارہ رکھا ہے۔ یعنی خدا سے دُعا کی جائے۔ کہ جو مذہب سچا ہو۔ وہ مجھے مل جائے۔ جب کوئی سچے طور پر خدا کے حضور دعا کرے۔ تو نمونہ کے طور پر اس کو کچھ نشان بھی دکھائے جاتے ہیں۔ آپ سوتے وقت اگر اللہ تعالےٰ کے حضور پوری توجہ سے چالیس دن دُعا کریں۔ اور اسلام کی حقیقت اور سچائی کے متعلق ہمارے سلسلہ کی کتب دیکھیں۔ اور آپ کے دل میں سچی تڑپ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ آپ کے لئے کوئی نہ کوئی

تسلی کی صورت

پیدا فرمادیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور جلیل القدر صحابیؓ فوت ہوگیا

حضرت قاضی سید امیر حسین صاحبؓ کا انتقال

۲۴ اگست ۱۹۳۰ء کو پانچ بجکر ۴۰ منٹ گذرتے گذرتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دربار کی ایک اور شمع بجھ گئی۔ یعنے حضرت قاضی سید امیر حسین صاحبؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت قاضی صاحب اپنے علم و فضل کے لحاظ سے علماء سلسلہ کی صف میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ دل شکستہ عرفانی اِس وقت آپ کے حالاتِ زندگی پر کوئی مبسوط تبصرہ کرنے کے قابل نہیں۔ اس لئے کہ دل دردمند اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ سلسلہ میں نئے آنے والے لوگ اُس کیفیت اور ذوق کو محسوس نہیں کرسکتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِن تربیت یافتہ بزرگوں کی صحبت میں میسر تھا۔ اور جو اپنے حالی اور وجدانی تاثرات سے دوسروں کو پُر کیف بنانے میں خارق عادت اثر رکھتا تھا۔

حضرت قاضی صاحب بھیرہ ضلع شاہپور کے ایک سادات خاندان کے فرزند تھے۔ ان کا خاندان کبھی علمی امتیاز کے لئے مشہور رہا ہو تو وہ دور کی بات ہے۔ لیکن علمی حیثیت سے جو امتیاز قاضی صاحب نے حاصل کیا اس کے لحاظ سے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ فی الحال تو ان سے شروع ہو کر ان ہی پر ختم ہو گیا۔ (خدا کرے۔ کہ انکی اولاد اس امتیاز کو حاصل کرنے اور قائم رکھنے میں کوئی تو تیقہ باقی نہ رکھے۔ آمین)

ایام طالب علمی

قاضی صاحب کے ایام طالب علمی کے حالات بہت دلچسپ ہیں۔ انہوں نے اپنی تعلیم جوان ہو کر شروع کی۔ ان کے والد صاحب گھوڑوں کی خرید و فروخت کرتے تھے اور ابتداً یہ بھی اسی شغل میں مصروف نظر آتے ہیں۔ مگر یکایک انکی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اپنی توجہ تعلیم کی طرف مبذول کی۔ ابتدائی کتابیں انہوں نے اپنے وطن میں پڑھیں۔ اور پھر ہندوستان کی طرف چلے گئے۔ ان ایام میں سفر کی وہ آسانیاں نہ تھیں۔ جو آج ہیں۔ اور تعلیمی مدارس میں وہ انتظامات نہ تھے۔ جو آج نظر آتے ہیں۔ صعوبات سفر اُٹھاتے ہوئے آپ سہارن پور پہنچے۔ اور وہاں اپنی تعلیم کا بہت بڑا حصہ پورا کیا۔ بعض دوسرے مدارس میں بھی اپنے کچھ ایام گذارے۔ لیکن آپ پُورے طور پر مدرسہ مظہر العلوم ہی کے تعلیم یافتہ ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے اس امر کو ہرگز پسند نہ کیا۔ کہ کسی مسجد میں بیٹھ کر اپنی زندگی کے ایام کو عام ملاؤں کی طرح بسر کریں۔ یا وعظ گوئی۔ فتوے نویسی اور شقاق بین المسلمین کے ذریعہ کوئی امتیاز حاصل کریں۔ بلکہ آپ نے اپنے لئے یہ پسند کیا۔ کہ ان خصوصیتوں سے جو اس زمانہ کے علماء کے لئے مایہ ناز تھیں۔ کنارہ کش ہو کر ایک معلم کی زندگی بسر کریں۔ تا وہ نئی نسل پر اپنا اثر ڈال سکیں۔ بطور اپنے مقصد زندگی کے جس چیز کو انہوں نے بطور پیشہ اختیار کیا۔ وہ مدرسی ہی تھی۔ تعلیم و تدریس کا اس قدر شوق اور جوش آپ رکھتے تھے۔ کہ آپ نے قریباً آخیر وقت تک اس شغل کو جاری رکھا۔

آزاد خیالی اور حریت رائے

باوجودیکہ قاضی صاحب کی تعلیمی تربیت کا عہد ان لوگوں میں گذرا جو متعصب اور اپنے خیالات میں جامد اور غالی تھے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ان کو آزاد خیالی اور حریت رائے کا ایک خاص جوہر عطا کیا تھا۔ وہ اندھا دُھند کسی بات کے ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ اور محض لکیر کے فقیر نہ تھے۔ بلکہ جو کچھ وہ پڑھتے تھے۔ اُسے خود سوچتے اور سوچ و فکر کے بعد ایک رائے خود قائم کرتے تھے اور اُس رائے کو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ماتحت قائم کرتے تھے۔ یہ نہیں۔ کہ ایک خیال قائم کر لیا۔ اور نفس کی ملونی کے ساتھ اس پر قائم ہو گئے۔ یہ حریّت رائے کا جوہر ان میں موجود تھا۔ لیکن جب تک وہ اپنے تعلیمی اشغال میں رہے۔ انہوں نے اس جوہر کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اس کی حفاظت کی۔ اس سے بھی زیادہ میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اُنہوں نے اپنے اس جذبہ کو مدرسہ میں دبائے رکھا۔ تاکہ وہ اپنے تعلیمی مشاغل سے دوسری طرف متوجہ ہو کر اصل مقصد سے نہ رہ جائیں۔ بعض طالب علموں کی یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ منطقی یا فلسفی یا صرفی نحوی مشہور ہونے کے لئے مدرسہ ہی میں اس قسم کی بحثوں کا آغاز کرتے ہیں۔ جو انکو اصل مقصد سے دُور لے جاتی ہیں۔ قاضی صاحب نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں اپنا نصب العین حصول علم رکھا۔ پھر اس سے نفع اُٹھانا اور صحیح مقام پر اس کا استعمال فراغت کے ایام کے لئے رکھ لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنے طالب علمی کے زمانہ میں وہ درسی کتب کو نہایت عمدگی سے ختم کرسکے۔ اساتذہ میں عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ہاں انہوں نے کورانہ تقلید کے ساتھ سب کچھ نہیں پڑھا تھا۔ باوجودیکہ انہوں نے سہارنپور کے مدرسہ میں تعلیم پائی۔ اور اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ ایک غالی مقلد کی حیثیت سے فارغ التحصیل ہوتے۔ لیکن وہ جب اپنے زمانہ تعلیم کو ختم کرکے آئے۔ تو ان میں ایک اہلحدیث کی رُوح بولتی تھی۔ وہ اہلحدیث کسی ندامت کی وجہ سے نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ ہی اس خیال سے کہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہونگے۔ بلکہ انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں حدیث کے ساتھ ایسی محبت اور شغف پیدا کر لیا تھا۔ اور اسے اس نقطۂ خیال سے پڑھا تھا۔ کہ ایک مسلمان کی زندگی کا یہ عملی ضابطہ ہے اس لئے اس کے سوا چارہ ہی نہ تھا۔ کہ وہ پکے اہلحدیث ہوتے۔ چنانچہ یہ رنگ ان میں تعلیم سے فارغ ہوتے ہی نمایاں ہو گیا۔

اہلحدیث کے لئے وہ زمانہ نہایت مشکلات کا تھا۔ ان کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا تھا۔ اور ہر طرف سے شدید مخالفت تھی۔ قاضی صاحب نے اس مخالفت کی پرواہ نہیں کی۔ اور جس چیز کو وہ حق سمجھتے تھے۔ اس کے قبول کرنے کے لئے وہ ہر مصیبت کو آسان سمجھتے تھے۔ یہ جذبہ ان میں آخری وقت تک رہا۔ اور اِسی جذبہ نے انکو علماء سُوء کے زمرہ سے نکال کر اہل حق کے زمرہ میں داخل کر دیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں شامل ہو گئے۔ اہلحدیث کے زمرہ میں داخل ہونے سے قاضی صاحب کی سیرۃ کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ کہ اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیحد محبت تھی۔ اور حضور سرور کائنات کی محبت ہی ایک ایسی شے ہے۔ جو انسان کو خدا تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے:۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ سے رشتہ دامادی

قاضی صاحب فارغ التحصیل ہو کر بھیرہ آئے۔ اور

ان ایام میں اہلحدیث کا آغاز تھا۔ حضرت حکیم الامۃ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ بھی بھیرہ تشریف رکھتے تھے۔ اور انکی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ قاضی صاحب نے ان ایام میں حضرت مولوی صاحب کی صحبت سے فیض اُٹھایا۔ حضرت حکیم الامۃ نے آپ میں رشد و سعادت کے آثار معائنہ کئے۔ اور حق جوئی اور حق گوئی کی قوت کو دیکھا۔ اور اپنی بھانجی آپ کے نکاح میں دیدی۔ اس رشتہ سے حضرت قاضی صاحب کے تعلقات صہری حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہو گئے۔

قاضی صاحب ۱۸۹۴ء میں

مَیں حضرت قاضی صاحب کے تفصیلی حالات نہیں لکھ رہا۔ بلکہ ان کی زندگی پر ایک تبصرہ کر رہا ہوں اس لئے میں اس زمانہ پر آتا ہوں۔ جہاں سے مجھے ذاتی طور پر ان سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ میری ملاقات قاضی صاحب سے ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ جبکہ وہ امرتسر کے مدرسۃ المسلمین میں ملازم تھے۔ اس وقت اس مدرسہ کے ساتھ ایک شاخ علوم عربیہ کی تھی۔ قاضی صاحب اکیلے ہی وہاں مدرس تھے بوجہ احمدی ہونے کے ان کی مخالفت بھی ہوتی تھی۔ لیکن انجمن اسلامیہ کے ارکان قاضی صاحب کی نیک نفسی قابلیت اور اپنے فرض منصبی کی ادائگی میں مستعدی اور چستی کے قائل تھے۔ اِس لئے مخالفت اپنا اثر نہیں کر سکتی تھی۔ گو بعض اوقات یہ خطرہ بڑھ جاتا تھا۔ کہ قاضی صاحب کو یہاں سے الگ ہونا پڑے گا۔

سب سے پہلی انجمن احمدیہ کا صدر

اس وقت تک انجمنوں کا نظام اور قیام سلسلہ میں جاری نہیں کیا گیا تھا۔ ابتدائی ایام حضرت اقدس کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے تھے۔ ہر جگہ خطرناک مخالفت ہو رہی تھی۔ خدا تعالےٰ کے محض فضل و رحم سے مجھے یہہ خیال ہوا۔ کہ امرتسر کے دوستوں کو منتظم کیا جائے۔ اور ہم باہم ملکر اپنے تعلقاتِ اخوت بڑھائیں۔ اور اپنی قوت کو ایک منظم شکل میں جمع کریں۔ چنانچہ انجمن فرقانیہ کے نام سے ایک انجمن قائم کی گئی۔ اور حضرت قاضی صاحب اس کے صدر مقرر ہوئے۔ ایام صدارت میں قاضی صاحب کی زندگی کے بعض پہلو نمایاں ہوئے۔ مَیں نے غور سے دیکھا۔ کہ وہ اپنی ذات کے لئے کبھی کسی قسم کا تفوق پسند نہ کرتے تھے تمام بھائیوں کے ساتھ ایک ہی سطح پر کھڑا ہونا پسند کرتے تھے۔ کسی قسم کی نمائش اور تکلف انکی عادت میں نہ تھا۔ ان کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ ہر قسم کی ریاکاری سے مبرا تھی۔ باوجود جہیر الصوت ہونے کے نہایت آہستہ کلام کرتے تھے۔ اور جوش کی حالت میں بھی **او نیک بختا!** کہہ کر آغاز کلام کرتے تھے۔ مباحثہ میں اپنے موضوع کی تائید پوری قوت اور بصیرت سے کرتے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ قاضی صاحب کی قرآن فہمی کی اکثر داد دیتے تھے۔ اور ان کے نکات قرآنی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بعض مواقع پر قاضی صاحب حضرت حکیم الامۃ سے مطالب قرآنی میں اختلاف بھی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جو درس قرآن ہوا کرتا تھا۔ اس میں حضرت قاضی صاحب ہر روز مذاکرہ علمی میں مصروف نظر آتے تھے۔ مَیں دوسری طرف چلا گیا۔ امرتسر میں آپ اس انجمن کے امیر مقرر ہوئے۔ اور مَیں نے دیکھا۔ کہ وہ عام انتظامی معاملات میں اپنے احباب کے ساتھ پورا تعاون کرتے۔ اور انکی رائے کی قدر کرتے۔ اپنی بات منوانے کی کبھی کوشش نہیں کرتے تھے۔ البتہ دینی معاملات میں وہ اپنی تحقیقات پر مصر ہوتے تھے۔

قادیان آنا

مَیں جب قادیان آ گیا۔ تو قاضی صاحب کی مخالفت کا دائرہ بہت وسیع ہوا۔ اور سلسلہ احمدیہ کی مخالف پارٹی نے پورا قابو پا کر مدرسہ سے اس شاخ کو ہی توڑ ڈالا۔ اور قاضی صاحب قادیان تشریف لے آئے۔ اور ایک نہایت ہی قلیل مشاہرہ پر وہ مدرس مقرر ہوئے۔ اور مدرسہ احمدیہ کے قیام پر انکی خدمات اُدھر منتقل ہو گئیں۔ قاضی صاحب ایک بہترین معلم تھے۔ مگر انکی زندگی کے اس شعبہ میں جو امور میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ انکی سیرۃ کے نمایاں پہلو ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر شیخ عبدالرحمن صاحب مصری تھے۔ اور وہ قاضی صاحب کے شاگرد بھی ہیں عمر کے لحاظ سے بہت چھوٹے ہیں۔ مگر قاضی صاحب نے اپنے قول یا فعل سے کبھی ایک آن کے لئے بھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ کہ وہ انکی ماتحتی میں کام کرنا اپنے لئے باعث ہتک سمجھتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے نہایت بشاشت اور خوشی سے انکی ماتحتی کو قبول کیا۔ ایک وقت بعض لوگوں میں کچھ خیال بھی پیدا ہوا۔ لیکن قاضی صاحب نے انکی تائید نہ کی اور انتظام کی اطاعت اور تعاون کے لئے اپنا عملی نمونہ پیش کر دیا۔ بہ حیثیت ماتحت کے ان میں اطاعت اور فرمانبرداری اور تعاون کی بہت قیمتی روح تھی۔ اسی مدرسہ سے بالآخر وہ پنشن یاب ہوئے۔ اور اب تک پنشن پا رہے تھے۔ لیکن باوجود پنشن یاب ہونے کے وہ اپنے کام سے فارغ نہیں ہوئے بلکہ ان کا مدرسہ ہمیشہ جاری رہا۔

درس تدریس کا سلسلہ

وہ برابر درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ یونیورسٹی کے لئے جو طالب علم تیاری کرتے تھے۔ ہمیشہ قاضی صاحب سے وہ اپنے کورسوں کی تکمیل میں مدد لیتے رہے۔ قاضی صاحب کو حضرت حکیم الامۃ کے ساتھ جو تعلقات رشتہ داری پیدا ہوئے تھے۔ اگرچہ وہ ختم ہو چکے تھے۔ لیکن حضرت حکیم الامۃ کو وہ اپنے محسنین میں سے یقین کرتے تھے۔ اور آپ کی اولاد سے محبت رکھتے تھے۔ مولوی عبدالمنان کی تعلیم میں خصوصیت سے دلچسپی لیتے تھے۔ اور اس بیماری اور پیرانہ سالی میں بھی بعض کتابیں ان کو ختم کرائیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس وقت تک اِس سلسلہ کو جاری رکھتے۔ جب تک ان کی زبان جاری رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبّت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قاضی صاحب کو ایک عشق اور محبت تھی۔ حضوؑر کی اطاعت میں آپ گداز تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنا ہی قاضی صاحب جیسے عالم کا بہت بڑی قربانی اور اخلاص کا اظہار تھا۔ لیکن وہ حضرت اقدسؑ کی محبت میں کسقدر رفتہ شدہ تھے۔ اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے۔ کہ بعض مسائل میں وہ اپنی تحقیقات میں ایک جداگانہ مسلک رکھتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح ابن مریمؑ کی ولادت کے متعلق جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا۔ کہ یہ ولادت بدوں باپ تھی۔ آپ نے اپنی تمام تحقیقات کو ترک کر دیا۔ اور اسی پر ایمان لے آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور وہ نہایت مؤدب ہوتے۔ اور سب سے پہلی صف میں حضرت کے قریب تشریف رکھتے تھے۔ حضرت کی مجلس میں وہ کبھی سوال نہ کرتے تھے۔ بہت ہی ایسا کم موقعہ ہوا ہوگا۔ کہ انہوں نے کچھ پوچھا ہو۔ وہ الطریقۃ کلہ ادب کے بڑے پابند تھے۔ حضرت حکیم الامۃ سے بھی جب تک وہ خلیفہ نہ ہوئے تھے۔ عام طور پر مذاکرہ علمی کرتے تھے مگر عہد خلافت میں قاضی صاحب کی حالت تبدیل ہو گئی۔ اور بہت ہی کم کچھ استفسار کرتے۔ حضرت خلیفہ ثانی کے متعلق بھی انکا یہی طریق عمل تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی کے قاضی صاحب اُستاد تھے۔ لیکن قاضی صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پوری اطاعت اور فرمانبرداری کا ہر معاملہ میں ثبوت دیا۔ منکرین خلافت کے فتنہ میں انہوں نے کسی وجاہت اور شخصیت کا ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ حق کی تائید کے لئے مردانہ وار کھڑے رہے۔

پابندیٔ وقت

قاضی صاحب اپنے اوقات کی اضاعت سے ہمیشہ پرہیز کرتے۔ اور پابندیٔ وقت کا بہت بڑا لحاظ رکھتے۔ مدرسہ میں جبتک رہے۔ ٹھیک وقت پر حاضر ہوتے اور اپنے وقت کا بہترین استعمال کرتے۔ اسے نہ ضائع کرتے اور نہ طالبعلموں کو ضائع کرنے دیتے۔ اگر کسی مجلس مشورہ میں بلایا

جاتا۔ تو پابندی وقت کے ساتھ مجلس میں پہنچ جاتے ہیں۔ نے دیکھا۔ کہ وہ سب سے پہلے پہنچنے والوں میں ہوتے تھے۔

صاف گوئی

صاف گوئی کے لئے وہ ہمیشہ مشہور رہے۔ اور اس کے لئے وہ کسی شخصیت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ بعض اوقات اس صاف گوئی میں شدت بھی پیدا ہو جاتی۔ اور غصہ اور جوش کے جذبات ملجاتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ کسی قسم کے انتقام کے جذبات نہ ہوتے تھے۔ قاضی صاحب نہایت دیانت دار تھے۔ ان کی دیانتداری کی ایک مثال کا اظہار ان ایام علالت میں ہوا۔ ایک شخص نے اپنے بعض مصالح کی بنا پر کچھ اراضی ان کے نام پر خرید کی ہوئی تھی۔ کاغذات اور دستاویزات میں قاضی صاحب کا نام تھا۔ مگر آپ نے مرنے سے پہلے اپنی علالت کی شدت کا احساس کر کے اس کا اظہار کر دیا۔ کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ فلاں شخص کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ساتھ ارادت و عقیدت

حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ محبت و عقیدت اس وجہ سے ہی آپ کو نہیں تھی۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ بلکہ آپ کے کمالات اور خوبیوں کی وجہ سے آپ کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی ایک آیتِ رحمت انہیں یقین کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب خلافت کا جھگڑا پیدا ہوا۔ تو آپ علے الاعلان کہتے تھے۔ کہ خلافت کا اہل یہی وجود ہے۔ پھر واقعات نے ثابت کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح بھی آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ آپکی علالت کے ایام میں روزانہ خیریت کی خبر منگواتے رہے۔ اور جب شملہ سے چند روز کے لئے آئے۔ تو گھر جانے سے پیشتر قاضی صاحب کے پاس پہنچے۔ قاضی صاحب بھی ہمہ شوق تھے۔ حضرت جاکر ان کی پائنتی بیٹھ گئے۔ اور اٹھ کر بیٹھنے کی خواہش پر خود حضرت نے سہارا دیکر اٹھایا۔ یہ ایک منظر تھا۔ کہ خواجہ و مرعاجزاں را بندہ کی شان جلوہ گر تھی۔ میں ان تاثرات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جو اس نظارہ کو دیکھکر قلب پر پیدا ہوتے تھے۔

مرض الموت اور وفات

قاضی صاحب کی علالت کا سلسلہ بہت لمبا ہوا۔ مگر اس علالت کے زمانہ میں انہوں نے رضا بالقضا کا زبردست ثبوت دیا۔ اور اپنی زبان سے یا اعمال سے کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔ بلکہ صبر اور حوصلہ سے اسے برداشت کیا۔ جب انہیں جاکر دیکھا۔ باوجود سخت تکلیف کے بھی مطمئن پایا۔ قاضی صاحب کی علالت میں بارہا ایسے موقعہ آئے۔ کہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ شاید یہ انکا آخری وقت ہے۔ لیکن وہ بچ جاتے رہے۔ اور میں ہمیشہ یہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ اس حدیث کا عملی اظہار ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے نیک بندوں کی روح قبض کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ بہر حال آخری وقت آگیا جسکا خطرہ تھا۔

رپورٹ سہ ماہی نظارت بیت المال

یکم مئی تا ۳۱ جولائی ۱۹۳۰ء

۳۱ جولائی ۱۹۳۰ء کو سہ ماہی اوّل ختم ہوئی ہے۔ ذیل میں اس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ تا احباب کو سلسلہ کی مالی حالت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ اور معلوم ہو کہ سال کے ¼ حصہ میں انہوں نے کیا کام کیا ہے۔ اور کیا باقی ہے۔ امید ہے۔ احباب اپنی ذمہ واریوں کا احساس کرتے ہوئے زیادہ تندہی سے کام کرینگے۔

مجلس مشاورۃ کی سفارش پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۹۳۰ء-۳۱ کا جو بجٹ آمد منظور فرمایا ہے۔ اس میں خالص چندوں کے بجٹ میں سے صرف چندہ عام و حصہ آمد و چندہ ستورات کا بجٹ دو لاکھ روپیہ ہے۔ یہ رقم سال کے آخر تک اگر پوری ہو جائے۔ تو کسی چندۂ خاص کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن سہ ماہی چندوں کی آمد بہت کم ہے۔ بجٹ کی رُو سے۔ سہ ماہی اول میں ان مدات میں ۵۰۰۰۰ روپیہ آنا چاہیئے تھا۔ لیکن صرف ۳۶۸۷۵ روپیہ آیا ہے۔ یعنی ۱۳۱۲۵ کی کمی ہے۔

تفصیل آمد یہ ہے۔

نام مدات	بجٹ سالانہ	بجٹ سہ ماہی	وصولی سہ ماہی یکم مئی تا ۳۱ جولائی
چندہ عام	۸۵۰۰۰	۲۱۲۵۰	۲۰۷۸۴
حصہ آمد	۶۰۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۶۶۷
چندہ ستورات	۲۵۰۰	۶۲۵	۴۷۸
مشاورۃ پر بڑھا	۱۴۷۵۰۰	۳۶۸۷۵	۳۶۹۲۹
ملات کا مجموعی اضافہ	۵۲۵۰۰	۱۳۱۲۵	
میزان	۲۰۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۳۶۹۲۹

مندرجہ بالا نقشہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا۔ کہ چندہ عام میں مجلس مشاورۃ پر جو ۵۲۵۰۰ کا اضافہ کیا گیا تھا۔ اسمیں سے کچھ بھی وصول نہیں ہوا۔ سہ ماہی آمد میں ۱۳ ہزار جو آمد زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ اس کی بجائے ۱۳۱۲۵ کی کمی ہے۔

بیت المال کی طرف سے سہ ماہی کے اختتام سے پہلے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ جن جماعتوں کے بجٹ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ وہ شائع شدہ رقم کا ¼ حصہ اور جن کا بجٹ باقاعدہ تشخیص نہیں ہوا۔ وہ بیت المال کا مقررہ بجٹ جس کی اطلاع مشاورت کے موقعہ پر کر دی گئی تھی۔ اس کا ¼ حصہ ۳۱ جولائی تک داخل خزانہ کر دیں۔ لیکن زمیندار جماعتیں فصل ربیع کا چندہ یعنی بجٹ کا ½ حصہ داخل کریں۔ مگر اس طرف بہت کم جماعتوں نے توجہ کی ہے۔ اس میں غلہ کا فروخت نہ ہونا بھی روک ہے جن جماعتوں نے بجٹ کے مطابق چندہ بھجوایا ہے۔ ان کے نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پیش کر کے دُعا کے لئے عرض کی گئی ہے۔ نیز ان کے نام ذیل میں درج کر کے سب دوستوں سے دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ اور جن جماعتوں نے تا حال بجٹ کے مطابق چندہ نہیں بھجوایا۔ ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ فوراً جمع شدہ غلّہ فروخت کر کے اور بقایا داروں سے بقایا چندہ وصول کر کے اگست میں اس کمی کو پورا کر دیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ضلع گورداسپور۔ کی ۴۷ جماعتوں میں سے ذیل کی جماعتوں نے اپنے حصے کا بجٹ پورا کیا ہے۔

بٹالہ۔ ڈیرہ نانک۔ تلونڈی جھنگلاں۔ سیکھواں۔ کریڑی افغاناں۔ لمین کرال۔ قلعہ لال سنگھ۔ کلانور۔ ضلع سیالکوٹ۔ عزیز پور ستراہ۔ خانانوالی میاں والی۔ چونڈہ۔ موسلے والہ۔ بھڑتانوالہ کوروالی۔ ضلع امرتسر۔ محلانوالہ۔ ضلع لاہور۔ بھاٹی دروازہ۔ پٹی۔ ضلع شیخوپورہ۔ پنڈی چری۔ بھینی۔ ننکانہ صاحب۔ کوٹ رحمت خان۔ ضلع گوجرانوالہ۔ گجو چک۔ وزیرآباد۔ پریم کوٹ۔ کولو تارڑ۔ تلونڈی راہوالی۔ چالیہ بھیڑی۔ شاہ رحمان۔ ضلع لائلپور۔ جڑانوالہ۔ کیموہ چک ۹۶۔ جھنگ۔ ضلع شاہ پور۔ سرگودہا۔ چک نمبر ۷۔ لالیاں۔ سلانوالی۔ ضلع گجرات۔ گولیکی۔ گجرات۔ دھیر کے کلاں۔ گوڑیالہ۔ تہال۔ ڈنگہ۔ ضلع جہلم۔ جہلم۔ ہرل۔ حلقہ پشاور۔ راولپنڈی۔ کوہ مری۔ پشاور۔ نوشہرہ۔ بنوں۔ چارسدہ۔ ترنگ زی۔ مالاکنڈ۔ کوہاٹ۔ ضلع ملتان۔ رینالہ۔ قتال پور۔ خانیوال۔ ضلع فیروز پور۔ فیروزپور۔ موگا۔ زیرہ۔ ضلع ہوشیارپور۔ بنام۔ لنگیری۔ ہوشیارپور۔ دھرم سالہ۔ ریاست پٹیالہ وغیرہ۔ بنوڑ۔ نابھہ۔ برنالہ۔ کپور تھلہ۔ ڈھلوان۔ دہلی۔ میرٹھ۔ منصوری۔ حصار۔ کرنال۔ ڈیرہ دون۔ چندوسی۔ فیض آباد۔ بجے پور۔ سندھ۔ صوبلو ڈیرہ۔ چک نمبر ۲۶۹۔ بڈھا کوٹ۔ کراچی۔ بلوچستان۔ کوئٹہ۔ بنگال۔ کلکتہ۔ دکن۔ سکندرآباد۔ عثمان آباد۔ محبوب نگر۔ بمبئی۔ برما۔ میموبرا۔ مانڈلے۔ بیرون ہند۔ آبادان ایران۔ کلنڈنی۔ ممباسہ۔ ٹبورہ ٹانگا۔ کمپالہ۔ زنجبار۔ سالٹ پانڈ۔ جنجہ۔ (ناظر بیت المال)

قاضی محمد علی صاحب کی تصویر

یہ تصویر عمدہ آرٹ پیپر پر چھپی ہوئی جلد منگوا لیجئے۔ ۳/۔ کے ٹکٹ آنے پر ۱۲ تصویریں بھیجدیں گے۔ ایک روپیہ کی ۴۲۔

(دفتر الفضل قادیان)

نسوانی تمدن و اخلاق کی بارگاہ میں

ایک عرضداشت

میں چند دن کے لئے اپنے بھائی جان کے پاس امرتسر آئی۔ تو میری آنکھوں نے بہتے سیلاب کی مانند اپنی صنف کی بے پناہ موجوں کو دیکھا۔ ایسی بے خودی دیکھی۔ جو اس صنف کے لئے بالکل غیر مانوس اور غیر خوش کن ہے۔

ولولہ اور جوش اچھی چیز ہے۔ مگر اس صورت میں کہ اس کا استعمال صحیح طریق سے ہو۔ بیداری نہایت خوشگوار ہو سکتی ہے اگر اسے اپنے دائرہ میں محدود رکھا جائے۔ ایثار اور ملک پرستی بہترین نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اگر اسے درست طور پر برتا جائے۔ مگر میری آنکھوں نے آہ! کیا کہوں کہ اس ولولہ آزادی کی تہ میں بربادی کے سامان دیکھے۔ میں نے ان کو منزل مقصود اور بام ترقی کے غلط اور تباہ کن راستے پر پایا۔

بیشک عورت مرد کی قوت بازو ہے۔ اور اس کی امداد اور بیداری کے بغیر کوئی کام تکمیل پر پہونچنا محال ہے۔ مگر اس کے باوجود فرائض دونوں کے بالکل جداگانہ ہیں۔ عورت مزدور مردوں کی شریک کار اور معاون ہے۔ مگر اسی حد تک کہ اس کی شمولیت بارزیب نہ معلوم دے۔ جہاں تک اس کی شرکت غیر مانوس نہ ہو۔ اور جہانتک اس کا فطری جوہر محفوظ از ٹھیس رہے۔ برعکس اس کے اس کی ایسی امداد جس سے فوائد سے زیادہ نقصانات ہوں۔ کس کام کی؟ اور ایسی امداد دینے سے نہ دینا بہتر کیوں نہیں؟

اُف! کتنا غیرت کش ہوتا ہے وہ سماں! جب یہ انسانیت کا جوہر یہ گھروں کی زینت۔ اور یہ سرمایۂ فطرت پرے باندھے دوکانوں۔ بازاروں میں پکٹنگ کے مظاہرے کرتی ہوئی گذرتی ہیں اور اوباش ہنگاموں کو اپنی معصومیت پر رقصاں چھوڑے جاتی ہیں۔ اپنی باوقار اور عصمت مآب جبیں کو غیر ملکی اشیاء خریدنے والوں کے سامنے جھکاتی۔ ان کے دامن سے لپٹتی۔ کہیں کسی سے دست و گریباں ہوتی۔ اور کسی سے لجاجت کرتی ہوئی آخر حوالۂ پولیس ہو جاتی ہیں۔

آہ! ایک غیرتمند کے لئے ایسا موقعہ سانحہ جانگزا سے کسی طرح کم نہیں۔ اور ضرور وہ اس آزادی کے پس پردہ لاانتہا ہلاکتیں دیکھتا ہے۔ اور لاریب مشرقی تہذیب اس وقت نوحہ کناں اور اخلاق چکنا چور ہوتے نظر آتے ہیں۔

صفحات اخبار آپ جب اس طرح پر نظر آتے ہیں۔ فلاں دیوی عمر اٹھارہ سال" فلاں" دیوی عمر ۲۴ سال" فلاں" دیوی عمر ۴۲ سال" گرفتار ہوئیں۔ تو بحر حمیت میں وہ طوفان بلاخیز برپا ہوتا ہے۔ جس کو آشنائے اخلاق مشرق کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا کاش! دلدادگان آزادی کچھ غور کرتے۔ کہ ہم اس آزادی کی پناہ میں کس قدر عمیق تباہی اور نحوست کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کیسے کیسے قیمتی جوہر خاک کی نذر کر رہے ہیں۔ اور کیسے اخلاق بے بہا سے تہیدست ہونے کے قریب اور آہ بُری طرح لٹے جانے کو ہیں۔

اے خواتین! تمہارے فرائض منصبی بالکل الگ۔ تمہاری ڈیوٹیز علیحدہ۔ اور تمہاری طرز امداد جدا ہے۔ کاش تم سمجھو۔ حبّ قومی اور جوش ملکی بجا! مگر اس تلاطم خیزی میں دوراندیشی اور معاملہ فہمی سے یقیناً تم دُور ہوتی جارہی ہو۔ بے شک تم دست و بازو ہو۔ قوم کی۔ اور لاریب شریک کار ہو۔ مردوں کی۔ مگر کچھ خبر ہے۔ کہ کس طرح؟ تمہارا فرض عین اور مناسب حال یہ تھا کہ تم بچوں کی موجودہ فضا میں کامل نگرانی کرتیں۔ اُن کے سینوں میں حقیقی جوش۔ بہترین ولولہ۔ اور نہ تھکنے والا ایثار پیدا کرتیں۔ اور اس بے پناہ سمندر کے کنارے سے ان کو آگاہ کرتیں۔ یہ وہ کام تھا جس کا اہل تمہارے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ تمہارے اخلاق اور تمدن و معاشرت کی تمام دنیا مداح تھی۔ اعلیٰ اور بہترین و بلند معاشرت کا وہ خزانہ تمہارے پاس تھا۔ کہ جس سے باقی دنیا کے خزانے خالی تھے۔ تم اس طرح بے محابا گذرگاہوں پر نکلنا بعید از فطرت خیال کرتی تھیں۔ تم گھروں کی رونق تھیں۔ تم اپنے سراپا پر نگاہ غیر کی بالکل متحمل نہ تھیں۔ تمام عالم تمہارے اس طریق تمدن کو بنظر استحسان دیکھتا تھا۔ اور رطب اللسان تھا۔ مگر آہ آج معاملہ بالکل برعکس ہے۔ افسوس کے ساتھ کہتی ہوں۔ کہ آج تمہارا اخلاقی، معاشرتی اور تمدنی معیار سراسر غیر ملکی ہے۔ یہ بے شک عمدہ اور بہترین تجویز ہے۔ کہ ملکی اشیاء کو فروغ دیا جائے۔ مگر کیا اچھا ہوتا۔ اگر تم اس روش غیر ملکی سے بھی پرہیز اور اجتناب کرتیں۔ اور طریق قدیمانہ پر عمل پیرا ہو کر اس کو بلند سے بلند کرتیں۔

کچھ خبر ہے۔ تمہاری پکٹنگ کی دوڑ۔ اور جیلوں کی رہائش تمہارے فرائض کے راستے میں کیسے خطرناک کانٹے بچھا رہی ہے ننھے معصوم تمہاری تربیت کے محتاج ہو رہے ہیں۔ گھر تمہاری نگرانی بغیر بھیانک ہو رہے ہیں۔ یہ کام تمہارے اور صرف تمہارے تھے۔ شوہر یا مرد ان ذمہ واریوں کے ادا کرنے سے قاصر محض ہیں۔ اگر چندے یہی حالت رہی۔ تو خدا ناصر ہو۔ مگر ایک گڑھے سے نکل کر دوسرے میں گرنا ہوگا۔ اور وہ وقت آہ خدا نہ لائے۔ بے حد حسرت آگین اور غم آفرین ہوگا۔ ہاں یقیناً جب سیاست کا بازار سرد ہوگا۔ جب اس کشاکش کی گھٹا کا پردہ چاک ہو جائیگا جب اس تمنائے آزادی کے بادل پھٹ جائینگے۔ تو اس وقت ہاں اس وقت اس غلامی سے زیادہ روح فرسا منظر پیش نظر ہوگا۔ جبکہ ہر دو صنف ایک ہی راہ پر گامزن ہونگی۔ اور صنف نازک کی ذمہ واریاں دم توڑ رہی ہونگی۔ مگر ان کو سنبھال لینا یا سنبھالنے کے لئے کسی کو مستعد کر سکنا کسی کے امکان میں نہ ہوگا۔

خدا مسلم خواتین کو اس غلط رَو سے محفوظ رکھے۔ بیشک جذبۂ ملکی و حبّ قومی سے آراستہ ہوں۔ مگر صحیح طریق سے۔ والسلام

(خاکسار امۃ الحفیظ بیگم)

مُبلغ کشمیر کا پروگرام

نمبر	حلقہ	دیہات متعلقہ	تاریخ قیام	پتہ خط و کتابت
۱	ناسنور	ناسنور۔ کورل ہنزگام جالن۔ کھرو۔ ہانجی پورہ ریشی نگر۔ گاگرن۔ سانا بو	۲۴ تا یکم ستمبر	معرفت خواجہ عبد الرحمٰن ڈار صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ
۲	یاڑی پورہ	یاڑی پورہ۔ کاٹھ پورہ چک بیرچھ۔ برازل۔ نون مٹی۔ زینہ پورہ۔ پلسو بھگام۔ کن پورہ رشورتہ اسلام آباد۔ پونیو۔ مانی گام پھپھڑ	۲ تا ۲۰ ستمبر	معرفت راجہ ولی محمد خان صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ
۳	سرینگر	سرینگر	۲۱ ستمبر تا ۵ اکتوبر	معرفت خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب

جملہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ (۱) دورہ تبلیغ کو کامیاب بنانے کے لئے پوری تندہی سے کام لیں۔ اور (۲) جلسوں کا انتظام مقررہ تاریخوں کے اندر اندر مناسب بستیوں میں کریں اور حتی الوسع غیر احمدی احباب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل کیا جائے۔ (۳) اگر غیر معمولی اسباب کی وجہ سے پروگرام میں کچھ تبدیلی کرنی پڑی۔ تو بذریعہ خط اطلاع دی جائیگی:

(۴) جماعتہائے پونچھ کا پروگرام آئندہ درج ہوگا۔ اگر احباب پونچھ کو کوئی خاص امر درپیش ہو۔ تو مکتوبہ بالا پتوں سے خط و کتابت کریں:

(خاکسار عبد الواحد مبلغ کشمیر)

ضروری گذارش

جب سے اخبار ہفتہ میں تین بار کیا گیا ہے۔ اخراجات قریباً ڈیوڑھے ہو گئے ہیں۔ احباب کو اخبار کی اشاعت کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمانی چاہئے۔

نوٹ:- تیسرا ایڈیشن طبع ہو رہا ہے

دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہوگیا

اگر آپ کانگریس کے امن شکن اور تباہ کن اثرات سے مسلمانوں کو بچانیکے آرزومند ہیں۔ تو

”ہندو راج کے منصوبے“

نامی مدبرانہ تصنیف کی مقدور بھر اشاعت کیجئے۔ دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو مسلمان خالی الذہن ہو کر اسے پڑھینگے۔ یقیناً وہ کانگریس کے بداثرات سے بچ جائینگے۔ اور انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ ملت کن خطروں میں گھری ہوئی ہے۔ خدا کے فضل سے۔ یہ کتاب امید سے بڑھکر مقبول ہوئی ہے۔ اور بزرگان سلسلہ نے بھی شاندار ریویو تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند پہلے شایع ہو چکے ہیں۔ کچھ ذیل میں ملاحظہ ہوں:-

جناب مہر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار فاروق:- یہ وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ جسکو موجودہ حالات کے متعلق عین ضرورت کے موقعہ پر ملک فضل حسین صاحب مہاجر قادیان نے نہایت محققانہ۔ بڑی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد ہزار ہا اوراق کا مطالعہ کر کے۔ تصنیف کی ہے۔ اس کتاب میں بڑی تفصیل کیساتھ مضبوط اور محکم دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہندوستان کے ہندو صدہا برس سے ہندو راج کے قائم کرنیکی خفیہ اور علانیہ کوششیں کرتے رہے ہیں اور اس زمانہ میں وہ مسلمانوں کے خلاف کیا کر رہے ہیں۔ اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خدانخواستہ اگر انکی کوششیں کامیاب ہو جائیں۔ اور نصیب دشمنان ہندو راج کا کسی بھی پہلو سے قیام ہو جائے۔ تو مسلمانوں سے وہ کیا سلوک کرینگے۔ اس کتاب میں جتنے بھی حوالے اس مدعا کے بارے میں پیش کئے گئے ہیں۔ وہ سب شایع شدہ ہیں۔ جنکو مختلف کتابوں۔ رسالوں۔ اخباروں۔ تاریخوں سے نکالکر ایک سلسلہ وار جمع کر دیا ہے۔ اور ہندو بزرگوں۔ انکی مذہبی کتابوں۔ ان کے بڑے بڑے لیڈروں کی تحریریں اور تقریریں نقل کر کے دکھا دیا ہے۔ کہ ہمارے برادران وطن کے مسلمانوں کے خلاف بڑے منصوبے رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے کس طرح بیدخل کیا جائے۔ اور اسکے واسطے جبتک ہندو راج قائم نہ ہو۔ کامیابی کا منہ دیکھنا ناممکن ہے اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ جب کبھی کسی جگہ بھی برائے نام ہندو راج ہوا تو انہوں نے مسلمانوں سے کیا سلوک کیا۔ اور مسلمانوں نے اپنے زمانِ حکومت میں ہندوؤں سے کس رواداری اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا۔ کتنے بڑے بڑے عہدے اور بڑی بڑی جاگیریں ان کو عطا کیں۔ غرض یہ کتاب ایسی ہے۔ کہ اس سے پہلے اس موضوع پر اس تفصیل اور براہین کی بھرمار کر کے کوئی کتاب ہندوستان میں شایع نہیں ہوئی۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر تعلیمیافتہ مسلمان عاقل۔ بالغ۔ خورد و کلاں کو آجکل اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا کہ انکو اپنی مرض موت سے بچنے کیلئے بڑے بڑے طبیب اور ڈاکٹر سے علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوا کہ مصنف نے محض کثرتِ اشاعت کی غرض سے اس دُرِ نایاب کی قیمت لاگت کے قریب قریب رکھی ہے۔ یعنی ۲۱۲ صفحہ کی کتاب خوشنما سائز پر جو اچھی لکھائی۔ خاصی چھپائی مناسب کاغذ کی ہے۔ صرف فی نسخہ ۱۲ فی روپیہ کو تین نسخے اور فی سینکڑہ بیس روپے علاوہ محصولڈاک رکھی گئی ہے۔ جس سے امید ہے۔ کہ کوئی گھرانا اسلام کا اس کتاب سے ہندوستان میں محروم نہ رہے۔ پہلا ایڈیشن غالباً ہاتھوں ہاتھ ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ دس یوم کے اندر پہلا ایڈیشن نکل جانا۔ کتاب کی عمدگی۔ اور عام پسندیدگی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف سلمہ اللہ کو جزائے خیر دے جس نے نہایت ہی نافع الناس اور مفید عام کتاب عرق ریزی اور جانفشانی سے لکھکر طبع کرا دی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا فی الدنیا و الآخرۃ:- دوستوں کو چاہئے۔ کہ سب ملکر اکٹھا آرڈر دیں۔ تاکہ رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی نسخہ ۱۲ ایک روپے کے تین۔ ستارہ روپے کے پچیس۔ ساڑھے بارہ روپے کے پچاس نسخے۔ اور سو نسخوں کے خریدار سے بیس روپے لئے جائینگے یعنی فی نسخہ ۳ - امید ہے۔ دوست زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر اس کی اشاعت کرینگے۔

ملنے کا پتہ:- بُک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

دسہرہ کی آئندہ تعطیلات کے واسطے واپسی ٹکٹ جو ۱۰ اکتوبر ۳۰ء تک کارآمد ہو سکیں گے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں کے لئے ۱۹ ستمبر سے ۲ اکتوبر ۳۰ء تک حسب ذیل شرح سے دیئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کا فاصلہ سو میل سے زیادہ ہو:-

درجہ اول و دوم	۱⅓ کرایہ
〃 درمیانہ	۱½ 〃
〃 سوم	۱¾ 〃

نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ ہیڈ کوارٹر آفس لاہور

جے۔ ایچ۔ جینز

چیف کمرشل مینجر

ضرورت ہے رشتہ کی

ایک قابل نوجوان احمدی کی ایک سید خاندان کی احمدی خاتون کے لئے جو شریف تعلیم یافتہ۔ سلیقہ شعار۔ اور بعمر ۱۵ سال تندرست ہے۔ وہ کا تعلیم یافتہ سرکاری ملازم یا تجارت پیشہ ہو۔ سادات کی شرط ضروری نہیں۔ پتہ ذیل پر لکھیں:-

معرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

وصیت نمبر ۲۹۸۸

میں عبدالستار ولد چودھری امام الدین صاحب قوم ارائیں عمر ۲۳ سال بتاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں مگر میری آمدنی ۷۵ روپے ماہوار ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- عبدالستار بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی بقلم خود۔

گواہ شد:- قاسم الدین احمدی کلرک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

گواہ شد:- محمد حسین سکرٹری وصایا شہر سیالکوٹ:-

مینجر کی ضروری اطلاعیں

۱- الفضل نمبر ۲۷ مورخہ ۳۰ اگست اگر کسی خریدار کو نہ ملا ہو۔ تو وہ اطلاع دیکر منگوالیں:- (۲) جن خریداران الفضل کا چندہ سالانہ ۳۰ اگست تا ۵ ستمبر کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کو وی۔ پی کئے جائینگے وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں:-

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

—— سرحدی شورش نے ایک اور پلٹا کھایا ہے۔ اور حالات پھر تشویشناک ہوگئے ہیں۔ سول ملٹری گزٹ کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے۔ سرحد کرم کو اب پہلے سے زیادہ خطرہ ہے علی خیل کے لوگ جو عموماً ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہتے ہیں۔ انگریزی سرحد سے دس میل سے بھی کم فاصلہ پر جمع ہو رہے ہیں۔ انہوں نے حکام کابل کے احکام کو نظر انداز کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جنہوں نے غیر جانبداری قائم رکھنے کے لئے پوری کوشش کی۔ دریائے کرم کے قریب حد فاصل تک جس قدر گورنمنٹ ہند کے حلیف قبائل ہیں۔ انہیں واپس بلا لیا گیا ہے۔ تاکہ حلیف اور معاند قبائل میں تصادم نہ ہو۔ اس کی ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ اگر افغانی لشکر حملہ کرے۔ تو اسے کھلا میدان مل جائے۔ اور انگریزی افواج پر یہ الزام نہ لگایا جائے۔ کہ اس نے مقررہ حدود کو عبور کر کے جنگی اقدام کیا۔ وزیرستان میں معاند لشکر کے ساتھ دو کلدار توپیں بھی ہیں۔ اور اس لشکر کی قیادت ایک شخص ملا عبدالجلیل کر رہا ہے۔ جسے بنوں سے اس کی کانگریسی سرگرمیوں کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اس لشکر کی طرف سے یہ چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ جب تک کانگریس کے متعلق عدم مداخلت، سیاسی قیدیوں کی رہائی۔ ساردا ایکٹ کی منسوخی پوسٹ مارٹم کے قواعد میں تبدیلی اور مذہبی آزادی کے مطالبات پورے نہ کئے جائیں گے۔ جنگ جاری رکھی جائیگی۔ اگرچہ بدامنی وسعت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اس بات کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ ان سرحدی لشکروں اور مخالفین کے متفرق گروہوں کے درمیان اتحاد ہے۔ خوست کے دیہات میں خوست وال قبائل کا ایک مخلوط لشکر جو تقریباً پانچ ہزار اشخاص پر مشتمل ہے خیمہ زن ہے ؛

—— میرٹھ۔ ۲۹ر اگست۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا بیان ہے آج صبح ۸ بجے کے قریب جیل میں سخت غدر برپا ہوگیا۔ سات بارکوں کے دروازے قیدیوں نے توڑ ڈالے۔ بندوقیں استعمال کرنے کے بغیر ہی امن بحال ہوگیا۔ کوئی قیدی مجروح نہیں ہوا۔ ۱۳ قیدیوں کو تیس تیس تازیانہ دی گئی۔ قانون جیل خانہ جات کے ماتحت بعض حوالاتیوں کے خلاف مقدمات چلائے جائینگے ؛

—— سرکاری اعلان شایع ہوا ہے۔ کہ سول نافرمانی کے ۷۳ ملزموں کے غیر مشروط معافی مانگنے اور آئندہ حکومت کے خلاف کسی قسم کی کارروائی میں شرکت کرنے یا مظاہرے کرنے سے اجتناب کرنے کا عہد کرنے پر حکومت پنجاب نے ان کی باقیماندہ قید اور جرمانہ کی سزائیں معاف کر دیں۔ اور بورسٹل جیل سے رہا کر دیئے گئے یہ پالیسی بہت اچھی ہے ؛

—— ملتان جیل میں بی۔ کے۔ دت۔ شیر جنگ۔ اور جیالا سنگھ کی حالت نہایت نازک ہوگئی ہے یہ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ اب یہ تینوں ہسپتال بھیج دیئے گئے ہیں

—— شملہ۔ ۲۹ر اگست۔ ملک معظم نے گورنر صوبجات متحدہ کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر نواب چھتاری کی میعاد عہدہ میں ۲ر جنوری ۱۹۳۲ء تک توسیع فرما دی ہے۔ آپ ۳ر جنوری ۱۹۲۹ء کو اس عہدہ پر مقرر کئے گئے تھے۔

—— کلکتہ۔ ۲۹ر اگست۔ آج صبح جب انسپکٹر جنرل پولیس بنگال اور سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈھاکہ مٹ فرڈ ہاسپٹل ڈھاکہ سے باہر نکل رہے تھے۔ ان پر پستول کے فائر کئے گئے۔ ایک بنگالی نوجوان نے تقریباً پچاس فٹ کے فاصلہ سے فائر کئے دونوں گر گئے۔ ہسپتال کے ایک ٹھیکہ دار نے حملہ آور کا تعاقب کیا۔ اور اسے پکڑ لیا۔ لیکن وہ ریوالور اور سلیپر وہیں چھوڑ کر بھاگ جانے میں کامیاب ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد دو بنگالی نوجوان گرفتار کئے گئے۔ اس حادثہ کے سلسلہ میں کلکتہ سے ایک ماہر فن اور نرسیں ہوائی جہاز کے ذریعے سے ڈھاکہ کو روانہ کی گئیں

—— کراچی۔ ۲۹ر اگست۔ کل سکھر میں پیرگاڑو کو مختلف جرائم میں دس سال قید اور دو ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔

—— رگبی۔ ۲۸ر اگست۔ گذشتہ شب بیڈن کے ہوائی مستقر میں آتشزدگی رونما ہونے پر سخت خطرہ ہوگیا۔ ہوائی جہازوں پر روغن کرنے کے شیڈ میں آگ لگ گئی تھی۔ آگ بجھانے والوں نے دو گوداموں کو بچایا۔ جہاں مادہ ہائے آتش گیر رکھے ہوئے تھے۔ کوئی شخص زخمی نہیں ہوا۔

—— لنڈن۔ ۲۸ر اگست۔ اس امر کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ کہ عراق کے تیل کے چشموں کے نل بغداد کے پاس سے گذر کر عراق شرق اردن اور فلسطین کے راستے حیفا کو جائیں گے۔

—— رگبی۔ ۲۸ر اگست مس سوسن لارنس جو وزارت صحت کی پارلیمنٹری سکرٹری ہیں۔ لیبر پارٹی کی تیسویں سالانہ کانفرنس کی صدارت کریگی۔ جو لنڈ ڈنو میں ۶ر اکتوبر کو منعقد ہوگی۔ کانفرنس کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ ایک عورت صدر منتخب ہوئی ہے ؛

—— لنڈن۔ ۲۸ر اگست۔ سرکاری حلقوں میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس ملتوی کر دی جائیگی۔ پروگرام کے مطابق کانفرنس کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں کانفرنس کا اجلاس نومبر میں ہوگا ؛

—— جیسا کہ ہم نے لکھا تھا۔ کلکتہ میں بم کی وبا بری طرح پھیل رہی ہے۔ تیسری بار ۲۷ر اگست کو بم پھینکا گیا جس سے ایک کنسٹبل اور تین قلی زخمی ہوئے۔ بم تھانہ پولیس پر پھینکنا مقصود تھا۔ لیکن محکمہ تعمیرات کی بارک کی چھت پر جو تھانہ کے اندر ہے۔ گرا۔ ایک آدمی گرفتار کیا گیا ؛

—— کانگریس کی مجلس عاملہ کے نو ارکان کا مقدمہ ۲۸ر اگست ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے رُوبرو پیش ہوا۔ تمام ملزموں نے کارروائی عدالت میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ استغاثہ کی شہادتوں کے بعد سب کو چھ چھ ماہ قید محض کی سزا دے کر اے کلاس دی گئی۔ اور اپنے اپنے صوبہ کے جیلوں میں بھیج دیا گیا۔

—— کانگریس کی جدید مجلس عاملہ مقرر کر لی گئی ہے۔ جس میں چھ ہندو اور چھ مسلمان ارکان شامل ہیں۔ صدر لکھنؤ کے ایک عمر رسیدہ ایڈووکیٹ خلیق الزمان صاحب مقرر کئے گئے ہیں۔ پنڈت مالویہ کے لڑکے گوبند مالویہ سکرٹری مقرر ہوئے ؛

—— لنڈن۔ ۲۸ر اگست۔ کل لنڈن میں اس قدر گرمی تھی۔ کہ اس کی مثال گذشتہ سات سال میں نہیں مل سکتی۔ سایہ میں حرارت کا پارہ زیادہ سے زیادہ ۹۳ درجے پر پہنچا ہوا تھا۔ چھ آدمی ہلاک ہوگئے۔ سینکڑوں بے ہوش ہوگئے۔ اور ہسپتال میں داخل کئے گئے۔

—— ہندوستان اور انگلستان میں بے تار برقی ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کرنے کے انتظامات مکمل ہوگئے ہیں۔ دونو ممالک میں مناسب سٹیشن تیار کئے جا رہے ہیں ؛

—— جوہانس برگ۔ ۲۷ر اگست۔ اتھلون کی کاؤنٹس شہزادی ایلس نے مشرقی ٹرنسوال میں شکار کھیلتے وقت سات شیر ببروں کا مقابلہ کیا۔ پہلے ایک شیرنی اور شیر کے بچوں سے سامنا ہوا۔ شہزادی نے گولی چلائی۔ اور شیرنی گر پڑی۔ لیکن پھر کوشش کر کے گرجتی ہوئی اٹھی۔ اور شہزادی پر حملہ کیا۔ اس نے سکون اور اطمینان سے پھر گولی چلائی۔ شیرنی گر پڑی۔ لیکن پھر اٹھ کر ایک جھاڑی میں چلی گئی۔ جہاں وہ بعد میں مردہ پائی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد چار اور شیر ببر نمودار ہوئے شہزادی نے دو پر گولی چلائی۔ لیکن نشانہ خطا گیا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ایک نے دوسرے دو شیروں کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ عورت کی بہادری کی یہ قابل تعریف مثال ہے۔

—— مولوی ابوالکلام صاحب آزاد کو ٹیکس آرڈیننس کے ماتحت ۶ ماہ قید محض کی سزا دی گئی۔ اور اے کلاس کی سفارش کی گئی ؛

—— اخبار پائونیر کا بیان ہے۔ کہ ہندوستان کی انقلاب پسند نوجوان پارٹی کے ہاتھ میں جاپانی ساخت کے پانچ ہزار ریوالور کہیں سے آگئے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو مستقبل نہایت تاریک اور ہولناک ہے ؛

... نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)